ابوالعباس خاں، انڈیا

مفتی اعظم کا فتویٰ اور اُمرائے سلطنت کی نیلامی

(اسلام کے نظام عدل کی ایک جھلک)

منڈیاں تو بہت سی لگتی ہیں، سبزی منڈی، غلہ منڈی، جانور منڈی وغیرہ وغیرہ، لیکن تاریخ اسلام میں ایک منڈی ایسی بھی لگی ہے جس میں حکومتِ وقت کے امراء اور حکام نیلام ہوئے، ان کی بولی لگائی گئی اور غلاموں کی طرح انھیں فروخت کیا گیا۔

جی ہاں! یہ واقعہ ہے چھٹی صدی ہجری کا، مصر میں غلاموں کی کثرت تھی، ان کی منڈیاں لگتیں، کچھ خریدے و بیچے جاتے، کچھ جہاد میں حاصل کیے جاتے، عرب کے بھی تھے، عجم کے بھی تھے، اور کچھ غلام ترک بھی تھے؛ نہایت زیرک، ماہر سیاست، حالات کے نبض شناش! رفتہ رفتہ وہ باحیثیت ہوئے، اصحاب مال وثروت ہوئے، حکومت میں شریک ہوئے، اور عہدوں پر پہنچ کر داد عیش دینے لگے، اور مسلم معاشرہ ان کی غلامی سے غافل، ان کے ماضی سے بے بہرہ، ان کی تابعداری کا طوق گلے میں ڈالے اپنی زندگی میں مصروف رہا!

لیکن! ایک ذات ایسی بھی تھی جو نگاہ ہوش مند وفکر ارجمند کی مالک تھی، جو علوم اسلامیہ کی امین اور احکام شرعیہ کی پاسدار تھی، جس کے ماتھے پر ستارۂ اسلام و پاسداریٔ احکام ہُویدا تھا، جرأت ایمانی سے لبریز، غیرت دینی سے معمور مسلمانوں کی سربلندی کے لیے سربکف تھا، نہ احکام شریعت میں ایک لفظ کی تبدیلی گوارا تھی، نہ ایک لمحہ کی تاخیر روا تھی! بے شک یہ ذات تھی عزالدین بن عبدالسلامؒ کی، جنھیں ہماری تاریخ ''شیخ الاسلام'' کہتی ہے۔

شیخ نے فتویٰ صادر کیا: ''یہ امراء کل تک غلام تھے، شرعی طریقہ پر یہ آزاد نہیں ہوئے، یہ ابھی بھی غلام ہیں، اس لیے ان کے سارے معاملات غیر شرعی ہیں۔''

شیخ کا فتویٰ ایک برق بے اماں تھا، امراء وحکام کے خیموں میں اک آگ سی لگ گئی، سب جل بھن اٹھے، مگر شیخ کے بلند مقام وبلند حیثیت کے سامنے چپ رہے، کسی میں چوں چرا کی ہمت نہ تھی،

لیکن شیخ کا فتویٰ کیسے چپ رہتا، قریہ، محلّہ، قصبہ، شہر اور پھر پورے ملک میں فتوی کی گونج صاف سنائی دینے لگی، اور لوگوں نے ان سبھی امراء و حکام سے معاملات منقطع کر لیے، ان کی دقتیں بڑھنے لگیں، حاکم ہو کر بھی وہ اجنبی سے ہو گئے۔

امراء و حکام کی تشویش بڑھتی گئی، ہفوات کا سلسلہ شروع ہوا، شیخ کون ہوتے ہیں دخل دینے والے، حکومت کے معاملات سے شیخ کا کیا تعلق؟ تبصروں پر تبصرے شروع ہوئے، بادشاہ کو بھی علم ہوا، حالات پیچیدہ ہونے لگے، آخر کار خصوصی مجلس بلائی گئی، شیخ بھی حاضر ہوئے، بحثیں شروع ہوئیں، کسی نے رعب دکھایا، کسی نے دھونس جمایا، بادشاہ نے پہلے لجاجت پھر اکڑ اور پھر اپنی بادشاہت کا غرہ دکھایا، لیکن شیخ نے برملا کہہ دیا کہ ''اسلام کا حکم سب پر یکساں طور پر نافذ ہے، یہ سب غلام ہیں، پہلے انھیں نیلام کیا جائے، اور پھر شرعی طریقہ پر آزادی کا پروانہ دیا جائے۔'' بس پھر کیا تھا، حکام چیخ اٹھے کہ یہ شیخ ہمیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں، ہم اس ملک کے حاکم ہیں، فیصلے ہم کرتے ہیں، غلام ہم بناتے ہیں، سکہ ہمارا ہی چلتا ہے، ان کی یہ ہمت کہ ہمیں سر بازار نیلام کریں؟!

امراء کی ترش گوئی، حکام کی بدسلوکی اور بادشاہ کی سخت کلامی وہٹ دھرمی، شیخ کی شانِ بے نیازی میں ایک عظیم گستاخی تھی، جس سرزمین پر شرعی حکم نافذ نہ ہو، جس مملکت میں اسلامی قانون کی پاسداری نہ ہو، ایسی ریاست میں سانس بھی لینا بھی روا نہیں، شیخ کی غیرت نے مصر میں رکنا گوارا نہ کیا، سامان کو جانور پر لادا، گھر والوں کو سوار کیا، اور مصر کو الوداع کہتے ہوئے نکل پڑے۔

امراء و حکام کو خبر ہوئی، خوشی کی لہر دوڑ گئی، آزمائش سے نجات ملی، اب راحت ہی راحت ہے، شیخ کے جانے سے جان میں جان آگئی، لیکن یہاں تو منظر ہی کچھ اور تھا، شیخ کا قافلہ رواں ہوا، اور پھر قافلہ پر قافلہ، ایک کے بعد دوسرا اور پھر تیسرا اور پھر ...... ایک سلسلہ چل پڑا، علماء و صلحاء بھی، تجار و کاشتکار بھی، کسان و مزدور بھی، غرض کیا خواص کیا عوام، سب کے سب شیخ ہی کی سمت میں رواں، نہ کسی کو مصر عزیز ہے، نہ مصر کی ہریالی و خوشحالی محبوب ہے، شیخ کے مقابلہ دنیا کی متاع بے بہا بھی خس و خاشاک سے کچھ اوپر نہیں۔

بادشاہ کو اطلاع ہوئی، حالات کی سنگینی کا علم ہوا، سرکاری نمائندوں نے عرض کیا، بادشاہ سلامت! اگر شیخ چلے گئے تو شہر ویران ہو جائے گا، یہاں پر خاک اڑنے لگے گی، پھر آپ کس کے بادشاہ؟ اور کیسی آپ کی رعایا؟ بادشاہ کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی، گھوڑے پر سوار ہوا اور خود شیخ

کی خدمت میں حاضر ہوا، منت وساجت کی، لجاجت کی، ہر شرط منظور کی اور شیخ کو واپس شہر میں لے آیا، اور طے ہوا کہ امراء وسلاطین کو نیلام کیا جائے گا۔

نیلام ہونے والوں میں نائب السلطنت بھی تھا، وہ غصہ میں بپھر اٹھا،ننگی تلوار اٹھائی، سپاہیوں کو ساتھ لیا اور شیخ کے دروازہ پر حاضر ہوا، دروازہ کھٹکھٹایا، صاحبزادہ باہر نکلے، منظر دیکھ کر گھبرا اٹھے، جا کر عرض کیا کہ ابا حضور! آپ کی جان کو خطرہ ہے۔ شیخ نے بے پرواہی سے جواب دیا: بیٹا! تمہارے والد کا ایسا مقدر کہاں کہ اسے شہادت نصیب ہو۔اور گھر سے باہر تشریف لے آئے۔

نائب السلطنت غصہ میں لال پیلا ہو رہا تھا، سانسیں تیز سے تیز تر ہو رہی تھیں، آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے، شمشیر برہنہ شیخ کی منتظر تھی، لیکن! شیخ کو دیکھتے ہی تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی، جسم پر رعشہ طاری ہوگیا، ساری جمع قوت پل بھر میں کافور ہوگئی، دھڑام سے شیخ کے قدموں میں آگرا، میرے آقا آپ کیا چاہتے ہیں؟ شیخ نے کہا کہ میں تجھے نیلام کروں گا، اور تجھے فروخت کروں گا۔

اگلے دن عام منادی کی گئی، بازار کھچا کھچ بھر گیا، تاریخ کا یہ عجیب وغریب منظر تھا، بازار میں اب تک غلام بکتے تھے لیکن آج غلاموں کی جگہ امراء و حکام تھے، غلام بنانے والے خود غلام تھے، ایک ایک کو حاضر کیا گیا، ہر ایک پر بولی بولی گئی، البتہ ان کے اعزاز میں ان کے دام بھی بہت لگائے گئے، بڑی بڑی بولی میں انھیں فروخت کیا گیا، جو قیمت حاصل ہوئی اسے رفاہ عام میں خرچ کیا گیا، پھر وہ غلام آزاد ہوئے، اور اپنے عہدوں پر فائز ہوئے۔

یہ واقعہ تاریخ اسلامی کا ایک زریں باب ہے، اسلام کی حقانیت کی دلیل اور اس کی سربلندی کی ایک مثال ہے، بلاشبہ ایسی مثالیں آج بھی قائم ہوسکتی ہیں، مغرور حکومتیں جھک سکتی ہیں، اسلامی احکام نافذ ہوسکتے ہیں، بگڑتے حالات سنور سکتے ہیں، لیکن پہلے ضرورت ہے جذبۂ ایمانی کی، غیرت اسلامی کی، اور خدا کے سامنے خود سپردگی کی، کیونکہ من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہ (جو اللہ کا ہوا، اللہ اس کا ہوگیا)۔